شاہ ولی اللہ کا فلسفہ

حصہ اوّل

مبادیات اخلاقیات

مصنف، ڈاکٹر عبدالواحد ہالی پوتہ

مترجم، سید محمد سعید۔

(۲)

باب ۱۔ نفسیاتی پس منظر

تعارف :- مزاج اور عمل کا رشتہ وہی ہے جو سبب اور مسبّب کا ہوتا ہے اس لئے اخلاقیات پر لکھنے والے، نفسیات کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ حضرت شاہ ولی اللہ اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں، انہوں نے نفسیات کا ارتقاء حیوان سے اس انسان تک واضح کیا ہے جو تصورات قائم کرنے، نتائج اخذ کرنے، بحث کرنے اور کلیئے بنانے کا اہل ہے، وہ علم سے آگے بڑھ کر غیر جانبداری، الہام اور وجدان تک پہنچتے ہیں، مگر چونکہ زیر نظر موضوع اخلاقیات ہے (جن معنوں میں اسے عام طور پر سمجھا جاتا ہے) اس لئے بیان "اخلاق اعلیٰ" کا تجزیہ کرنا مناسب نہیں ہے، نفسیات میں بھی بحث کو اس حد تک محدود کیا جائیگا جہاں تک ان کے سات اخلاق فاضلہ سماجی روایات اور رسوم کو جو چار عمرانی درجوں کی وجہ سے معرض وجود میں آتی ہیں، اور جن کو "ارتفاقات" کہتے ہیں، سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

شاہ ولی اللہ کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ نفسیات میں تعاملیت پسند تھے اور اخلاقیات میں افادیت پسند تھے، مگر نفسیات اور اخلاقیات دونوں میں ان کے اتنوم (بنیادیں) محض عارضی ہیں کیونکہ وہ ارتقاء کے تسلسل کو پس منظر میں جاری مانتے ہیں، متواتر تبدیلی کا تصور، ترقی کا بہاؤ اور نئی اقدار کا وضع ہونا جس کی شکل اپنی

اصل سے مختلف ہو' یہ سب باتیں ان کے ذہن سے کبھی فراموش نہیں ہوتیں' ان کی نفسیات میں تعاملیت پسندی یہاں تک کام کرتی ہے کہ ذہن ان پر پوری طرح حاوی ہو جاتا ہے اور حتیٰ احساس اور ان تمام چیزوں سے جو جسمانی نفسیات کے دائرے میں آتی ہیں بالاتر ہو جاتا ہے، یہاں ان کے وہ نظریات جو انہوں نے کام چلانے کے لئے عائد کر لئے تھے ختم ہو جاتے ہیں۔

حس لامسہ (چھونے کے احساس) سے شروع کر کے جو جسم پر پورے طور سے پھیلا ہوا ہے اور بعد میں' ظاہری حیات اور ان کے مقامات کو لے کر وہ ان مخصوص مرکزوں کے وجود پر غور کرتے ہیں جو جسمانی' علمی اور عملی قوتوں سے متعلق ہیں۔ وہ جگر کو جسمانی تندرستی کے عملیات کا خزانہ دماغ کو علم کا اور عمل کو پورا کرنے کا اور دل کو قوت ارادی کا خاص عضو بتاتے ہیں'۔ یہ مثلث اسی وقت تک عمل کرتا ہے' جب کہ وہ عالم آتا ہے جس میں نسمہ' آزاد ہو جاتا ہے اور اپنا الگ وجود رکھنے لگتا ہے' اس عالم کے حاصل ہونے سے پہلے انسانی جسمانی زندگی میں اس کا جسم انسانی جسم کے ساتھ وہی مقصد ادا کرتا ہے' جیسا کہ تتلی کے لئے اس کا خول یعنی غلاف انجام دیتا ہے۔

اخلاقی عمل کی بنیاد اس چیز پر ہے جسے شاہ ولی اللہ فطرت' کہتے ہیں یا جس کے معنی ہوں مخصوص انسانی مزاج جو اپنے کو حیوان سے ممتاز کرنے کی کوشش کرتا ہے' اس لئے پہلے ولی اللہ کے حیوانی نفسیات کا مختصر مطالعہ دلچسپ ہوگا۔

حیوانی نفسیات

شاہ ولی اللہ کے مابعدالطبعیات کے مطابق ایک حیوان' مختلف بنیادی صور کی پیداوار ہے جن میں سے ہر ایک مخصوص صفات رکھتی ہے حیوان اس دنیا میں جس صورت میں بھی موجود ہے وہ بے جان مادے کی صفات اور نباتات کی صفات بھی رکھتا ہے'

' من جملہ ان صفات کے' جو حیوانوں کے لئے مخصوص ہوتی ہیں

حیوانی مزاج

حیوان کو شعور' حسیات کے ذریعہ ہوتا ہے' وہ اعضاء جن کو ولی اللہ الحس الظاہر

(ظاہری حس) اور الحس الباطن " (مخفی حس) یا تصور یا عمل کہتے ہیں، اور اس کے علاوہ خوشی اور تکلیف کے احساس اور کچھ ذہن کے نیچے درجے کی خصوصیات، حیوان کو اپنا شعور حاصل کرنے میں مدد کرتی ہیں۔ حقیقتاً ان کا عقیدہ یہ ہے کہ حیوان نیچے درجے کی مخلوق سے "نسمہ" یا روحانی جسم یا عقلی خودی کی وجہ سے مختلف ہے، اس کے پانچ خارجی اور پانچ داخلی حِس ہوتے ہیں "نسمہ" تصور کی قوتوں، عمل اور ارادہ کا بھی مخرج ہے اور ان احساسات کا بھی جو حیوانی ضروریات کے لئے رجحانات پیدا کرتی ہیں۔

ایک خصوصیت جو انسانی مزاج کو حیوانی مزاج سے ممتاز کرتی ہے یہ ہے کہ اس میں ایک جزو ہے جس کو "نفس" یا طبع کہتے ہیں جس کے ساتھ مثلث کے دو اور عناصر ذہن عقل اور قوتِ ارادہ (قلب) بالکل مغلوبیت کے عالم میں وابستہ ہیں، انسانی مزاج میں برخلاف اس کے انسانی عقل سب سے اہم عنصر ہے، یہ بات آگے چل کر واضح ہو جائے گی!

ان صفات کے عام بیان سے جو ولی اللہ مثلث کے ہر حصے سے وابستہ کرتے ہیں۔ یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ عمل اور ارادہ کے علاوہ قلب، مختلف قسم کے نفسیاتی احساسات نفرت، خوشی اور تکلیف کا بھی حامل ہے نفس کا اہم کام یا بھوک، جنس حفاظت وغیرہ کی جسمانی خواہش، قلب پر اس کی تمام خصوصیات پر اثر کرتی ہیں اور عقل اس کی تمام حسی قوتوں پر بھی اور اس سے حیوانی مزاج کی صفات اور احساسات پیدا ہوتے ہیں، ان کے انسانی دماغ کے مقابلہ میں سادگی اور بے ڈھنگا پن کی وجہ سے، حیوانی مزاج کی ان خصوصیات کو جبلتیں کہا جا سکتا ہے!

حیوانی مزاج کی خصوصیات

حیوانی مزاج کی خصوصیات کا جائزہ لینے کے لئے شاہ ولی اللہ ایک ایسے نر حیوان کے طرزِ عمل کا تجزیہ کرتے ہیں جو بالغ اور تندرست ہو اور یہ دکھلاتے ہیں کہ وہ غصہ، ہمت، انتقام، خود اعتمادی، اقتدار کا شوق، مادہ کی طرف رجحان محبت اور حسد نمایاں کرتا ہے۔ حیوانات کے لئے عام طور سے شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ وہ ایسی جبلتوں کے بھی آثار دکھلاتے ہیں جیسے محبت، انکسار، خوف، غم، اپنے ہم جنس سے تعلق، بچوں پر شفقت وغیرہ کہا جاتا ہے

ان کے انسانی مزاج اور اس کے صفات کے تصور سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ حیوان کے سلسلہ میں مندرجہ بالا صفات مقابلۃً سادہ ہیں۔ ان میں وہ ترتیب اور تبدیلی نہیں ہوتی جو ذہن کے اثر سے انسانی مزاج میں ارتقاء پذیر ہے، حیوانی مزاج کی نفسیاتی صفات جن کو سادہ اور بے ڈھنگی صورت میں جبلتوں کا نام دیا گیا ہے۔ اور انسانی مزاج کی صفات جو زیادہ منظم اور پیچیدہ ہوتی ہیں۔ جن کو جذبات اور احساسات کہا جاتا ہے ان کے درمیان فرق شاہ ولی اللہ کے لئے واضح ہے۔ حالانکہ اپنی اصطلاحات میں وہ حیوانی جبلت اور انسانی جذبات واحساسات میں فرق نہیں کرتے۔ مثلاً حیوان وانسان دونوں میں ہمت کو وہ شجاعت کہتے ہیں۔ مگر انسانی بہادری کے بیان میں یہ واضح ہے کہ وہ حیوانی بہادری سے تربیت اور ارتقاء میں آگے ہے۔ اس لئے یہ ان کے خیالات کے خلاف نہ ہوگا اگر ہمت جیسی پیچیدہ صفت کو حیوان کی جبلت نزع" کہا جائے جس کو وہ غضب کہتے ہیں یا اس کو دوسرے نقطۂ نظر سے خودی کی جبلت اور نفرت (اطراح) کی جبلت کہا جائے اس طرح دوسری صفات میں سے جن کا ذکر اوپر ہوا ہے، مختلف جنسوں کے آپس میں ملنے کی جبلت کو جنسی جبلت کہا جائے اور مختلف افراد کے باہم میل جول کو گروہی جبلت کہا جائے۔ اسی طرح دوسری جبلتیں جیسے پدرانہ جبلت، جنسی رفاقت کی جبلت، خوف، تسلیم وغیرہ بھی حیوانی مزاج کی مناسب صفات کے متوازی تصور کیا جاسکتا ہے۔

جیسا کہ متواتر تبدیلی اور ارتقاء کا خیال ان کی بحثوں کی ہمیشہ بنیاد ہے اس لئے حیوانی مزاج کی صفات کو جبلتیں مان لیتے ہیں اس طرح ان کے خیال کی تکمیل ہوتی ہے۔ تاکہ ان کو انسانی مزاج کی زیادہ پیچیدہ اور ترقی یافتہ صفات سے مختلف کہا جائے۔ یہی نقطۂ نظر شاہ ولی اللہ کے سات اخلاقی فضائل کو سمجھنے میں ہماری مدد کرتا ہے۔ یہ آگے واضح ہوگا کہ یہ فضائل زیادہ پیچیدہ صفات ہیں جن کا مخرج حیوانی مزاج کی مختلف جبلتیں ہیں۔

حیوانی طرزِ عمل

نفس کا غلام ہونے کی بناء پر حیوان اپنے ظاہری برتاؤ میں ہمیشہ ایسا عمل کرتا ہے جو اس کی جبلتوں کو تسکین دے اور اس کی جسمانی ضروریات جیسے کھانا، پینا، جنسی خواہش

وغیرہ کو پیدا کرے کسی فرد کی انفرادی ضروریات اور ذاتی رجحانات کی تسکین جبلتوں اور جسمانی ضرورتوں سے پیدا ہوتی ہیں شاہ ولی اللہؒ اس کو "رائے الجزی" کہتے ہیں۔ اس لئے ان کے مطابق حیوان کا طرزِ عمل ہمیشہ انفرادی مقصد کے ماتحت ہوتا ہے۔ فوری اور وقتی مقصد اور ضروریات کو تسکین دینے کی طرف رجحان دور (مستقبل) اور آخری مقاصد کا شعور نہ ہونا اور زیادہ وسیع معنوں کے مقاصد کا فقدان وہ صفات ہیں جو حیوان کے برتاؤ سے ظاہر ہوتی ہیں، وہ بھی ایک حیوان سیکھتا ہے جو کچھ وہ سیکھتا ہے اپنی انفرادی ضروریات کی تسکین سے آگے نہیں جاتا یہ چیزیں وہ ضرورت کے دباؤ میں آکر سیکھتا ہے۔

انسانی نفسیات

انسانی مزاج جبلتیں اور محرکات :-

حیوان کا ایک مخصوص مثلث صفات کا مزاج ہوتا ہے۔ جن کو شاہ ولی اللہ نے عقل، قلب اور طبیعۃ کہا ہے یہ تین صفات، جن کو بنیادی تین صفات کہا جا سکتا ہے انسان میں بھی پائی جاتی ہیں۔ یہ مثلث اس کے مخصوص مزاج کی بنیاد تعمیر کرتا ہے جو اس سے ترقی پذیر ہوتا ہے اس طرح حیوان کی جبلتیں اور محرکات بھی انسان میں موجود ہوتی ہیں جو اس بنیادی مثلث کی صفات ہیں شاہ ولی اللہ کے مطابق حیوان اور انسان دونوں وہ شے رکھتے ہیں جس کو روحانی کیفیات کہتے ہیں اور وہ ان کو "ملکات" کہتے ہیں۔ یہ ان کی جبلتوں اور محرکات سے متوازی ہیں۔ اور ان سے ملحق بھی، فرق محض یہ ہے کہ حیوان کی روحانی کیفیات و ملکات سادہ ہوتی ہیں۔ اور انسان کی ملکات اس کے گہرے ادراک، تصور اور استدلال کے ساتھ ساتھ زیادہ پیچیدہ ہوتی جاتی ہیں۔ سات اخلاق فاضلہ کا جن پر آگے بحث ہوگی، انھوں نے ہی سراغ لگایا ہے اسی اصول کی بنیاد پر جس کے مطابق حیوان اور انسان دونوں میں ابتدائی جبلتیں اور محرکات ہوتی ہیں۔ اس بنیاد پر بہت سے انسانی جوشش اور جذبات کو اس مخرج سے وابستہ کیا جا سکتا ہے۔ انسانی جوش، جذبات، اور اوصاف کی پیچیدگی، مخصوص انسانی ذہانت اور عقل کے زیر اثر تجدید اور تشکیل پاتی رہتی ہے جن سے تین ظاہری صفات ہوتی ہیں اور حیوانِ انسانی ذہانت کو حیوان

و ذہانت سے ممتاز کرتی ہیں۔

صفاتِ ذہن کا مثلث

ارتقاء کے دوران میں خالص توہم، اور تصرف اور ذہانت کی دوسری صفات جو کہ انسان اور حیوان میں عام طور پر پائی جاتی ہیں، انسان کے معاملہ میں اس کی کلیہ سازی کی مخصوص صفت اور صفتِ آفاقیت کو تخلیق کرتی ہیں جو کہ شاہ ولی اللہ کے بیان کے مطابق رائے کلی میں نمودار ہوتی ہیں اور یہ ان کے ضابطہ اخلاقیات میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہیں جیسا کہ ہم آگے جائزہ لیں گے اور انسانی طرزِ عمل کے لئے ایک نئے محرک و مقصد کی تعمیر کرتی ہیں۔ یہ تکمیل کاملیت نفس اور ایک نئے جوش جمالیاتی صفت جسے وہ "ظرافہ" کہتے ہیں کی ضرورت بھی پیدا کرتی ہے اور یہ عام انسانی طرزِ عمل اور انسانی زینت اور تجمل اور حسن کی قدر و قیمت کی صورت میں زیادہ شد و مد سے کارفرما نظر آتی ہے۔ اس طرح مخصوص انسانی مزاج کی صفات کا مثلث، بنیادی مثلث سے نمودار ہوتا ہے اور روحانی کیفیات، جوش، جذبات اور دوسری روحانی خصوصیات ان دو مثلثوں کے اثر اور تعاملیت کے تحت فروغ پاتی ہیں اور یہ انسانی مزاج کی مخصوص نشانیاں بن جاتی ہیں۔

روحانی مزاج کے تین درجے اور منزلیں۔

یہاں یہ امر ضروری ہے کہ مزاجوں کے تنوع کے بارے میں مختصراً لکھا جائے تاکہ شاہ ولی اللہ کے نظام اخلاق پر تبصرہ کیا جا سکے۔ روحانی مزاجوں کی متعدد اقسام میں سے جو انھوں نے بیان کی ہیں، ایک قسم روحانی اور جسمانی اجزاء کے تعلق اور ان کی قوت اور غلبہ پر قائم نظر آتی ہے۔ اس نظریہ کے مطابق روحانی امزجہ کو تین عنوانات کے تحت تقسیم کیا جا سکتا ہے ان کو ہم اصطلاحات میں 'جسمانی' و جسمانی نفسیاتی اور روحانی قرار دے سکتے ہیں۔ اولین کو وہ 'نسمہ' (یعنی نورانی پیکر یا روحانی مسخ شدہ) دوم کو 'نائم الطبع' (یعنی خفتہ روحانی مزاج) اور سوم کو "یقظان الطبع" (یعنی بیدار روحانی مزاج) قرار دیتے ہیں۔

مزاج کی نمائندگی و ترجمانی کرتے ہوئے جو بنیادی مثلث سے بنے ہیں اور جو حیوان میں بھی ہے جیسے 'نسمہ' یعنی روحانی مزاج، ایسی خصوصیات کا علمبردار ہے جن کے تحت اس میں

محرکات نمودار ہوتے ہیں جو فوری طور پر جسم کے عضر کو اپنے مقاصد کی تکمیل کے خاطر حرکت میں لاتے ہیں اور اس دوران، ذہانت کے باب میں ذہن کی درمیانی سرگرمی کو محسوساتی طور پر وہ نہ تو کوئی شکل دیتے ہیں اور نہ ہی ان پر قابو پاتے ہیں۔ خفتہ روحانی مزاج نسمہ یا روحانی مزاج کے مقابلہ میں ذہن کی صلاحیت سے زیادہ ترقی اور شکل پاتے ہیں لیکن ان کے تصورات اور استدلال، ان کے خارجی مشاہدے تک محدود ہوتے ہیں۔ اور وہ بڑی حد تک، احساسات کے فوری مشاہدات کے باہر، خالص تصورات یا صحبت قائم کرنے کی صلاحیت سے محروم ہوتا ہے۔ ان کا علم بھی حیوانات کی طرح اس دائرے میں آجاتا ہے جسے شاہ ولی اللہ علوم انسانیہ کہتے ہیں۔ بیدار امزجہ کے مقابلہ میں، خفتہ امزجہ، مردہ مزاج کے دائرے میں آتے ہیں۔

خفتہ امزجہ کے مقابلہ میں بیدار امزجہ زیادہ ترقی یافتہ زیادہ طاقتور اور زیادہ ترقی پذیر ہوتے ہیں۔ حسی ادراک کی معاونت کے بغیر اور طرز عمل کی خارجی اشکال کو مرتب کرتے ہوئے وہ ادراکی تصورات قائم کرتے ہیں اور کوئی بھی انداز (منطق) اختیار کر لیتے ہیں۔ وہ مطالعہ باطن کرتے ہیں اور وسیع ترکلیہ اور آفاقی مقاصد کی طرف جدوجہد کے حامل ہیں وہ مخصوص اشیاء میں مضمر روح اور آفاقی تصورات کا احاطہ کر سکتے ہیں اور اشیاء کے اسباب وعلل کے علم اور فہم کی جستجو کرتے ہیں۔ وہ کثرت میں وحدت کا ادراک کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ان کے غم اور مسرتیں بھی ان ہی حالتوں سے نکلتی ہیں۔ ان ہر دو حالتوں کے برخلاف جن کا غم اور مسرت کسی ایک شکل یا کسی دوسرے خارجی عمل پر منحصر ہوتا ہے۔ البتہ طبعی ضروریات اور تصورات یا روحانی کیفیات کے مقاصد، انہی سے براہ راست تعلق رکھتے ہیں۔

خفتہ امزجہ، ان صفات سے محروم ہوتے ہیں وہ خود کو اشیاء کی تکثیر وتنوع میں گم کر دیتے ہیں۔ وہ کثرت سے وحدت کی طرف اپنی منزل نہیں پا سکتے اور وہ کم وبیش اپنے ماحول مغلوب الحال میں محصور رہتے ہیں۔ دوسری طرف بیدار امزجہ جن مقاصد اور روح کی ترجمانی کرتے ہیں اور جس اصول کی صراحت کرتے ہیں وہ دراصل ان کی جستجو کرتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ کے نزدیک انسانوں کی کثرت خفتہ اقسام کے مزاج سے تعلق رکھتی

وہ لاشعوری یا احساس ذات کی حامل ہوتی ہیں۔ انہیں موثر ضابطہ اور ترتیب کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے برعکس، بیدار امزجہ ان کے برخلاف زیادہ آزادی سے فروغ پاتے ہیں خفتہ امزجہ کے لئے اعلانیہ سرگرمی، تشکل اور روایت درکار ہوتی ہے۔ جب کہ بیدار امزجہ کو اپنی نشوونما اور ترقی کے لئے تشکل یا اعلانیہ سرگرمی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے مزاج کی یہ دو اقسام، مختلف انداز میں اپنے مقاصد کی تشکیل بھی کرتی ہیں۔ اول الذکر میں برسرِعمل محرکات 'تلک الہمتہ' بالعموم طبعی اور بنیادی ضروریات سے تعلق رکھتے ہیں۔

اور موخرالذکر میں برسرِعمل محرکات بالاتر ہو جاتے ہیں اور بالعموم ذہن اور روح سے تعلق رکھتے ہیں۔ اخلاقیات عامہ کی بنیاد وہ طرزِعمل ہے جو اول الذکر کی حالت عمومی کے لئے فطری ہے۔ اس کے برعکس اخلاقیات اعلیٰ کی بنیاد وہ طرزِعمل ہے جو اعلیٰ تر اور بلند تر صفات کے فروغ کی حالتوں کے لئے فطری ہے اور جو نمایاں طور پر بیدار امزجہ کی خصوصیات بھی ہیں۔ بنی نوع انسان کے برتر و اعلیٰ افراد مثلاً پیغمبر اور سابقون کے امزجہ بیدار امزجہ ہوتے ہیں۔

تعاملیت

شاہ ولی اللہ تعاملیت پسند ہیں۔ یہاں ان کے استدلال کے بارے میں مختصر سی بحث کی جاتی ہے ان کے خیال کے مطابق روحانی، جسمانی اور طبعی حالتوں کے درمیان ایک تعلق کا وجود پایا جاتا ہے اور اسی تعلق کے ذریعے' ذہن یا روحانی مزاج طرزِعمل کی خارجی اشکال پر قابو پاتا ہے۔

یہ امر قابل توجہ ہے کہ انسانوں اور حیوانوں کی خارجی خصوصیات کے مشاہدے کے ذریعہ، کس طرح ان کے داخلی ذہن کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ عام طور پر ہوتا ہے کہ غصہ اور خودنمائی کے جذبات، ہمیشہ اکڑی ہوئی گردن، سخت چہرہ اور تنے ہوئے عضلات کے ساتھ پائے جاتے ہیں حالانکہ جب تقدس، خوف خدا یا انکساری برسرِعمل ہوتی ہے تو انسان کا سر جھک جاتا ہے۔ جسم ڈھیلا پڑ جاتا ہے۔ اور عضلات ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ یہ مشاہدات

ذہن اور خارجی طرزِ عمل سے انسان کی طبعی حالتوں کے تعلق کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ کس طرح ذہن، انسانی جسم پر اپنے اثرات مرتب کرتا ہے۔

شاہ ولی اللہ بتاتے ہیں کہ عام انسانوں کے معاملہ میں ان کی طبعی حالتیں، ان کے ذہن پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں اور ان کے مزاجوں کی تشکیل کرتی ہیں حقیقت یہ ہے کہ ایک خاص درجہ پر جب کہ روحانی مزاج ترقی یافتہ نہیں ہوتا تب طبعی حالتیں روحانی کیفیات پر غلبہ رکھتی ہیں۔ یہ یہاں تک ہوتا ہے کہ ایک طاقتور جسم، ایک طاقتور دماغ ہی تعمیر کرتا ہے اور ایک کمزور جسم کا نتیجہ ایک کمزور دماغ ہی ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں خارجی حقائق جو طبعی جسم (خوراک، بیماری وغیرہ) پر اثر انداز ہوتے ہیں اور جسم پر اثرات کے ذریعہ روحانی مزاج پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ حالانکہ اعلیٰ اور مستحکم روحانی امزجہ "مزاج المحدیدُ" میں ذہن کا جسم پر اسی قسم کا اثر نمایاں اہمیت رکھتا ہے۔ ایسی صورت حال میں اس قسم کا اظہار جیسے طاقتور ذہن/طاقتور جسم زیادہ مناسب ہو جاتا ہے۔ دونوں حالتوں میں یہ واضح ہے کہ ذہن اور جسم ایک دوسرے پر قوت اور اثر کے مختلف درجات میں تعامل کرتے ہیں یہ عمل جسم کی بیماری اور ذہن کی خرابی (فاتر العقلی) کی حد تک پایا جاتا ہے یہاں تک کہ، مادی جسم میں سے طبعی موت یا روحانی عروج، آزادی کی ایک مادی حالت حاصل کرتے ہوئے جیسے شاہ ولی اللہ نے موت الاختیار قرار دیا ہے روحانی مزاج اخراج کر لیتا ہے۔

مزاج کا فروغ

شاہ ولی اللہ کے امزجۂ عامّہ کے فروغ کا تصور، تعاملیت کے نظریہ پر قائم ہے وہ کہتے ہیں کہ ہر شعوری اور مادی عمل یا سرگرمی (یعنی خارجی طرزِ عمل) فروغ پاتی ہے یا ایک اعتبار سے ذہن کی تعمیر کرتی ہے یہی نہیں کہ محض، محرک ہی عمل کا سبب ہے بلکہ ہر عمل ہر آئندہ کے عمل کے لئے محرک کو مستحکم بناتا ہے۔ مستحکم محرکات، مستحکم روحانی کیفیات کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہ ذہن کے شعور کی تعمیر کرتے ہیں۔ جو کارکردگی عمل اور زیادہ تیز رو شعور پیدا کرتے ہیں پھر یہ مزاج کے عظیم تر فروغ اور قوت میں اپنا حصہ ادا کرتے ہیں جب کہ دوسری طرف زیادہ

مستحکم مزاج' عمل میں مستعدی اور کارکردگی بڑھا دیتا ہے مزاج کی قوت اور اس کے عمل کی کارکردگی مسلسل تکرار اور مشق سے بڑھتی رہتی ہے اسی طرح' شعوری قوت کی ہر کمی اور محرک کی قوت اسی تناسب سے ارادی قوت کو کم کرتی رہتی ہے ترک و اعلام عمل سے قوت کا نقصان یا تقلیل پیدا ہوتی ہے۔

اسی طرح بنیادی مثلث کے اندر بھی تعامل واقع ہوتا ہے' جو صفاتی مثلث اور بنیادی مثلث کے درمیان بھی ہوتا ہے۔ تحریک عمل اور ادراک' ایک دوسرے سے منسلک نظر آتے ہیں اور ایک دوسرے پر تعامل بھی کرتے ہیں اور اس طرح وہ ایک دوسرے کی قوت میں اضافہ یا تقلیل کرتے رہتے ہیں۔ حیوانی طبائع پر' انسانی برتری یا امتیاز' اس حقیقت میں ہے کہ انسان کی اندرونی تعاملیت میں صفاتی مثلث کے اثر کو غلبہ حاصل ہوتا ہے دوسرے الفاظ میں ذہن اور ذہانت کا اثر انسان کے مزاج پر حاوی ہوتا ہے جو محرکات یا جبلتوں کو روکتا ہے ان کی آزمائش کرتا ہے اور عمل کی مقصدیت میں مدد دیتا ہے حالانکہ عمل اور ردّ عمل' جو جبلتوں سے حسی اور حرکی اعضاء کے ذریعے سبب پذیر ہوتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ کے نزدیک مقصدی اور شعوری عمل' مزاج کی پوشیدہ صفات کو فروغ دینے کے لئے اہم ہے وہ اس کی قوتوں کو ابھارتا ہے تاکہ ایک مکمل شخصیت کی تعمیر ہوسکے جس کو وہ "سیرت الشخصیہ" کہتے ہیں۔ یہ موزوں اور فطری' اخلاقی طرز عمل اسی تعامل کی معاونت کرتا ہے جو فطری ترقی میں اپنا کردار ادا کرتا ہے اور جس میں یہ عقلی مداخلت' محرک اور عمل کے درمیان حادی ہوتی ہے۔

شعوری عمل اور خارجی طرزِ عمل کے تعلق کی جزئیات جاننے کے لئے یہ مفید ہوگا کہ شاہ ولی اللہ کی بحث "سوق العمل" کا مطالعہ کیا جائے جس میں وہ بیان کرتے ہیں بے شک ایسے اعمال کا نتیجہ' جو انسان شعوری طور پر اور خاص مقصد کے ساتھ انجام دیتا ہے حالانکہ بنیادی طور پر اس کے حقیقی مخرج (یعنی اس کی روح اور مثلثوں) سے پیدا ہوتا ہے مگر یہ مزاج کی طرف رجعت کرتا ہے اس سے وابستہ رہتا ہے۔ اس کے مواد میں اضافہ کرتا ہے اور اس کو وسیع کرتا ہے۔

یہاں ضمنی طور پر ایک کم اہم امر کا ذکر، صرف یہ ثابت کرنے کے لئے ضرور کر دینا چاہئیے کہ شاہ ولی اللہ کی رائے کے مطابق انسانی جسم کے تمام حصوں اور اس کے مزاج میں کتنا گہرا رشتہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایسی روحانی صفت حاصل کرنا چاہے جس کا اس میں، اس لئے فقدان ہو کہ اس میں، اس کے موافق جبلت نہیں ہے تو وہ تدبیر العلمی (یعنی ذہنی اور ظاہری کلیات) سے حاصل کرنے کا طریقہ بتاتے ہیں وہ اس تدبیر کو خارجی شکل اور ذہنی ساخت سے انجام دے سکتا ہے جو ان اشخاص، جو روحانی صفات یا اخلاق بدرجۂ اتم رکھتے ہیں، کے خارجی طرز عمل کے طریقوں اور شکلوں کے جاننے اور تقلید کرنے کی مدد سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس طرح، مزاج میں وہی صلاحیت رفتہ رفتہ وجود میں آنے لگے گی۔ جس کا اس میں فقدان ہے یہ مفروضہ کہ "پیدا کرو وہ صفت، جو تم میں نہیں ہے۔" شاہ ولی اللہ کے اصولِ تعاملیت میں پایا جاتا ہے۔

اختلافِ طبائع

انسان کے نظام الاعضاء میں ان مخصوص مقامات کے وجود کا ذکر ہو چکا ہے جن پر روحانی صلاحیتوں کے دونوں صفاتی مثلثوں کا قیام ہے یہ بھی بیان کیا جا چکا ہے کہ مثلث ایک دوسرے پر عمل کرتے ہیں اور ذہن کے نتیجہ ہیں، جسم و ذہن کے درمیان بھی کافی مقدار میں تعامل واقع ہوتا ہے صفت، قوت اور تناسب کا فرق، جس میں کہ وہ ایک دوسرے پر عمل اور تعامل کرتے ہیں نہ صرف حیوان اور قدیم دور کے انسان میں مزاجوں کے اختلاف کا سبب ہوتا ہے بلکہ یہ ترقی یافتہ، بنی نوع انسان میں بھی مزاجوں کا اختلاف پیدا کرتا ہے جس طرح کہ ذہن فروغ پاتا ہے اسی طرح روحانی مثلث تعاملیت اور ساخت میں زیادہ سے زیادہ پیچیدہ ہوتے جاتے ہیں اور بے پایاں تنوعات کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

مزاجوں کے تنوعات کے بارے میں شاہ ولی اللہ کے تصورات کا تجزیہ کرنے سے ذیل کے نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں۔

(الف) ایک طاقتور اور گہرے مزاج کے وجود کے لئے ایک طاقت اور گہرے

"بنیادی مثلث" کی ضرورت لازمی ہے۔

(ب) اتصال اور تکاثف، مزاج کے متعدد حصوں یا اس کے طبعی حصوں اور روحانی مثلثوں کے درمیان، ایک متوازن اور اعلیٰ ترین مزاج اور شخصیت کی تعمیر کرتا ہے۔

(ج) بنی نوع انسان کے وہ مزاج، جو ذہنی قوت اور ذہانت سے مغلوب ہیں اور ان کی صفات، ان مزاجوں سے اعلیٰ تر ہیں جو جسمانی اور جسمانی وحیاتیاتی، فطرت سے تعلق رکھتے ہیں اور جیسا کہ یہ حیوان میں نظر آتا ہے جس میں کہ ایک محرک ہی عمل پیدا کرتا ہے اور محرکِ عمل انفرادی مقاصد اور خود نمائی کے سوا، کسی اور شے سے روشنی حاصل نہیں کرتا۔

انسانی مزاج میں دوئی پسندی

شاہ ولی اللہ حیوانات کے کردار کے مطالعہ کی ہدایت کرتے ہیں تاکہ ان حیوانی جبلتوں یا صفات کا سراغ لگایا جاسکے جو انسانی فطرت میں بھی موجود ہیں اور حیوان کے خیال کے مطابق انسان میں برقرار بھی رہتے ہیں۔ اسے وہ حیوانیہ یا بہیمیہ یعنی انسانی مزاج کا حیوانی پہلو قرار دیتے ہیں ساتھ ہی، وہ اس امر پر بھی زور دیتے ہیں کہ کارکردگی عمل اور خارجی طرزِ عمل کے لئے مزاج کا ایک مستحکم حیوانی پہلو ضروری ہے۔ انسانی مزاج کا اعلیٰ تر روحانی پہلو، جو کہ بنی نوع انسان کا ایک حیوان سے نشانِ امتیاز ہے شاہ ولی اللہ اسے ملکیہ یعنی انسانی مزاج کا فرشتہ صفت پہلو کہتے ہیں۔

یہ بالعموم ان صفات کا حامل ہوتا ہے جن کو وہ "رائے کلی" یعنی ایک وسیع تر اور عظیم تر منصب کی صفت و ظرافت، یعنی جمالیاتی صفت اور تحمل، یعنی کاملیت نفس کی خواہش قرار دیتے غیر معمولی حالات میں، جہاں فرشتہ صفت پہلو کی اعلیٰ سطح (یعنی ملکیۃ العالیہ) ہوتی ہے یہ اعلیٰ ترین صفات اور مافوق الفطرت وماورائے ادراک کی نایاب حالتوں کا اظہار کرتی ہے ایک اعلیٰ درجہ العالیہ کا فرشتہ صفت پہلو، جب کسی طاقتور حیوانی پہلو یا جسم پر چھا جاتا ہے تب یہ نہایت اعلیٰ عمل اور ایک طاقتور و برتر شخصیت پیش کرتا ہے صرف وہی افراد اعلیٰ ترین کامیابی حاصل کرتے ہیں جو ان دونوں پہلوؤں کو ہم آہنگی کے ساتھ مجتمع

کرتے ہیں۔

ان مزاجوں میں، جن میں یہ دونوں پہلو ہم آہنگ اور ہم راہ نہیں ہوتے بلکہ تجاذب، یعنی تصادم میں ملتے ہیں۔ تب یہ، وہاں عام طرز عمل کے لئے زیادہ پر زور اور مستحکم ہو جاتے ہیں۔ اگر فرشتہ صفت پہلو طاقتور ہے اور حیوانی پہلو (جسم) اس کا اثر قبول نہیں کرتا تو انسان کی اعلیٰ تر فطرت آزادانہ فروغ پاتی ہے اور ایک مکمل حالت شعور اور علم کو، کامیاب عمل کے بغیر، جو اسی علم کے ہمراہ گامزن ہو سکے، حاصل کر لیتی ہے۔ اگر حیوانی پہلو طاقتور ہے اور وہ فرشتہ صفت پہلو کو مغلوب کر دیتا ہے تو پھر حیوانی اور وحشی محرکات زیر عمل آتے ہیں۔

یہ امر بھی توجہ طلب ہے کہ مزاجوں کی تقسیم کے متعلق، شاہ ولی اللہ کے خیال کے مطابق جو ان دونوں پہلوؤں کے درمیان رشتہ سے منسلک ہیں۔ ایک طاقتور اور اعلیٰ درجہ کے فرشتہ صفت پہلو کے زیر ایک طاقتور حیوانی پہلو ایک ایسا مزاج پیدا کر دے گا جو قیادت اور بڑے پیمانہ پر تنظیموں کے امور کو بہت عمدہ طریقہ پر انجام دے سکے گا۔ جب کہ ایک طاقتور حیوانی پہلو (یا مثلاً طبعی قوت اور صلاحیت کے بغیر) کی معاونت کے بغیر فرشتہ صفت پہلو، لیے انسان کو دنیادی امور سے سبکدوش اور رہبانیت کی راہ پر لگا دیتا ہے۔ حیوانی پہلو، بذات خود، اپنے بہترین عالم میں جسمانی محنت کے لئے، بہترین ہوتا ہے۔ اور اپنے بدترین عالم میں معاشرہ کے لئے خطرات کا منبع و مخزن ہوتا ہے۔

شاہ ولی اللہ نے مزاجوں میں تنوع اور اختلاف کا جو بیان لکھا ہے وہ اتنا وسیع ہے کہ ان سب اقسام کو تفصیل سے بیان کرنے کے لئے جو انہوں نے بتائی ہیں ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے بہر حال یہ ضروری ہے کہ ان مزاجوں کی نمایاں خصوصیات بیان کر دی جائیں جن کو امزجۂ گمراہ کہا جاتا ہے۔

عام انسانی مزاج کے برخلاف، جس میں عقل یا فرشتہ صفت پہلو، حیوانی پہلو پر غالب رہتا ہے، ایک مزاج گمراہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ذہنی صلاحیت یا فرشتہ صفت پہلو، حیوانی پہلو کے ماتحت ہوتا ہے۔ اور اس کے انفرادی مقاصد کی تکمیل کرتا ہے۔

اپنے افراد شعوری اور ارادی طور پر معاشرے کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ تاکہ وہ اپنے خود غرضانہ انفرادی مقاصد کی تکمیل کر سکیں۔ لہٰذا معاشرہ کو ایسے افراد سے بچانا، مملکت اور پولیس کا فرض بن جاتا ہے۔ جتنے زیادہ، یہ دونوں پہلو مستحکم ہوں گے اتنے ہی زیادہ یہ افراد معاشرے کے لئے خطرناک بنتے جائیں گے اس لئے اس بنیاد پر ہم استعارتاً یہ کہہ سکتے ہیں کہ صرف ایک فرشتہ ہی، شیطان ہو سکتا ہے۔

شاہ ولی اللہ کے نفسیاتی اظہارات میں انسانی مزاج کے امراض کو بھی بہت کافی جگہ دی گئی ہے مگر یہ اتنا پیچیدہ مسئلہ ہے کہ اسے یہاں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

حجابات

انسانی مزاج کا قدرتی فروغ، دونوں پہلوؤں کے قدرتی رشتہ کی بنیاد پر قائم ہے جس کے تحت عقل یا فرشتہ صفت پہلو، حیوانی پہلو پر حکمرانی کرتا ہے مگر بعض اوقات حیوانی پہلو کی قوت فرد کی فطری ترقی اور فروغ کی راہ میں ایک 'حجاب' (رکاوٹ) میں تبدیل ہو جاتی ہے اسی قسم کی رکاوٹ کو شاہ ولی اللہ حجاب الطبع (جسمانی وحیاتی حجاب) کہتے ہیں۔

اس پیدائشی حجاب کے علاوہ، دو اور حجابات ہیں جو فطری ترقی اور فروغ کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔ یہ حسب ذیل ہیں۔

(الف) حجاب الرسم، رسم ورواج کی رکاوٹ ہوتی ہے یہ ایک عام فرد کی ترقی کو اس وقت روک دیتی ہے کہ جب وہ اپنی افادیت سے زیادہ زندہ رہتا ہے اور ایک رکاوٹ بن جاتا ہے۔ اس طرح ترقی یافتہ افراد کی راہ ترقی میں، رسم ورواج رکاوٹ بن جاتے ہیں جو اگرچہ عام افراد کے لئے مفید ہوتے ہیں۔

(ب) حجاب سوء المعرفہ:۔ غلط ہدایت ومفاہمت اور بے حقیقت رہنمائی کی رکاوٹ ہوتا ہے یہ تیسرا حجاب ہے جو کسی مزاج کے فطری فروغ کی راہ میں رکاوٹ ہوتا ہے ۔ حجابات نہ صرف انسانی افراد کی داخلی فطرت ہیں بلکہ معاشرہ میں بھی بالواسطہ بگاڑ پیدا کرتے ہیں یہ اخلاقیاتی تجزیہ کے لئے براہ راست اور بالواسطہ موضوعات بن جاتے

ہیں بالخصوص اعلیٰ اخلاقیات ان تین حجابات سے ذہن کو آزاد کرانے کے مقصد کی علمبرداری ہوتی

مسرّت اور غم

شاہ ولی اللہ کے مطابق، مسرت یا غم کا بنیادی مخرج کسی محرک کی تسکین یا محرومی پر ہوتا ہے۔ قدرتی طور پر، محرکات، افراد کے مفادات کے تحفظ کے لئے وجود میں آتے ہیں یا زیادہ واضح طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ کسی ایک یا دونوں، حیوانی اور فرشتہ صفت پہلوؤں کے لئے ہوتے ہیں چونکہ وہ ان دونوں سے محروم ہوتے ہیں۔ اس لئے حیوانات میں مسرت اور غم بہت کم اور مناسب رہبری کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ان کی مسرت ایسی شئے ہوتی ہے جو حیوانات کے نظام الاعضا، کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ ان کی جبلتوں اور محرکات کو تسکین دیتی ہے۔ اور ان کے غم وہ ہیں جو ان کے بہتر وجود کے فوری محرکات کو شکست دیتے ہیں۔

جب مزاج کی نوعیت اتنی پیچیدہ ہو جاتی ہے جیسا کہ انسانی مزاج کا خاصہ ہے۔ اور مزاج میں دونوں پہلوؤں میں جو تصادم وجود میں آتا ہے۔ اور روحانی محرکات اور مقاصد اور عقل میں جو کش مکش حادی ہو جاتی ہے۔ اس لئے مسرت و غم کی تقسیم آسان کام نہیں۔ جب حیوانی اور فرشتہ صفت پہلوؤں کے درمیان کش مکش ہوتی ہے اور جسمانی حیاتیاتی محرکات (طبیعہ) کی شکست سے غم پیدا ہوتا ہے اس لئے یہ طے کرنا آسان بات نہیں کہ غم ایک فرد کے لئے کہاں تک مفید ہے۔

ایسا ہی معاملہ اس وقت پیش آتا ہے کہ جب مسرت، جسمانی و حیاتیاتی تسکین کی خواہشات سے مزاج کی اندرونی کش مکش کے باوجود، حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح، انسانی مسرت و غم حیوانات کے مقابلہ میں زیادہ پیچیدہ ہوتا ہے نیز انسانی مسرت و غم دائمی اور دیرپا ہوتے ہیں۔ ذہن، مسرت و غم کے مشاہدات کے تاثرات کو، خواہ وہ جسمانی ہوں یا ذہنی، قائم رکھتا ہے۔ یہ آئندہ کے مسرت و غم کے لئے بڑے مخرج ہو جاتے ہیں اور پیچیدہ قسم کی شعوریت اور ناکامی، دباؤ اور نفس کشی اور سوچ بچار، کی یادیں، اور پھر مسرت کی یادیں، تسکین، نفس، اور صبر و قناعت کی خوش گوار یادیں بھی ذہن محفوظ رکھتا ہے یہاں پر نہ صرف

ماہر نفسیات یا ماہر علم الامراض بلکہ روحانیت کے ایک طالب علم کے لئے بھی بہت وسیع میدان ہے۔

وہ پیچیدگیاں جو شاہ ولی اللہ تصور کرتے ہیں نہ صرف جسم کی خواہشوں پیدا یا اور ان کی شکست سے پیدا ہوتی ہیں بلکہ وہ جنسی محرکات اور معمولی حیوانی خواہشات جو ذہنی پریشانیوں اور دوسری رکاوٹوں سے بھی پیدا ہوتی ہیں بالخصوص ان رکاوٹوں اور مخالفتوں سے جو ناقابل گرفت حیوانی پہلو یا پھر حیوانی نظام الاعضا اور اس کی بے تکان اور بے کار مسرتوں سے یہ پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس کے برعکس وہ سمجھتے ہیں کہ غم کا دائمی اور قائم مخرج بالخصوص وہ ہے جس میں فرشتہ صفت پہلو کا فروغ رک جاتا ہے۔ اور غم سے موت کے بعد بھی تعلق برقرار رہتا ہے کیونکہ یہ بحث مافوق البشر نفسیات اور روحانیت سے زیادہ تعلق رکھتی ہے جب کہ اخلاقیات اور عام نفسیات کے لئے اس کا بیان ضروری نہیں۔

غم کا اثر

یہاں غم کے اثر اور مادہ کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ شاہ ولی اللہ کے خیال کے مطابق غم ایک دبانے اور کمزور کرنے والا اثر ہے۔ غالب حیوانی پہلوؤں کی مسرتوں کا عقل کی محکومی کے ذریعہ، فرشتہ صفت پہلو پر چھا جانے سے غم پیدا ہوتا ہے وہ نقصان دہ ہوتا ہے۔ لیکن حیوانی پہلو کے لئے ایک حد تک غم اٹھانا کارآمد اور مفید اثر رکھتا ہے چونکہ وہ اس کی طاقت کچل دیتا ہے اور گھٹا دیتا ہے اور اس طرح وہ فرشتہ صفت پہلو کو حیوانی مسرتوں اور غلبوں کے غمناک اثرات سے آزاد کر دیتا ہے انسان کے طبعی وجود کے دوران اس کے جسم کی بیماری، جسمانی محنت و مشقت اور بے آرامیوں کا اثر یکساں ہوتا ہے یہ اس اثر کی بنیاد پر ہے کہ روزے، تزکیۂ نفس اور نفس کشی کے طریقے اس لئے رائج کئے گئے ہیں کہ فرشتہ صفت پہلو کو حیوانی پہلو کی گرفت سے آزاد کرانے کے لئے مددگار ثابت ہوسکیں۔ اس کی تفصیلات کا تعلق اعلیٰ اخلاقیات، اعلیٰ یا مافوق البشر نفسیات اور روحانیت سے ہوتا ہے۔

خوشی

شاہ ولی اللہ کے مطابق، خوشی، سعدہ، ان مزاجوں کو وہ عام حالت ہے جو اپنا فطری فروغ اور کمال حاصل کرتی ہے اور اس کے کسی پہلو پر غیر فطری دباؤ یا اس کے محرکات کی شکست سے اسے، نہ کوئی نقصان ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی مستقل غم ہوتا ہے ایک عام اور فطری راستہ میں مزاجی کام کے دوھکر پہلو کی خواہشات اور رجحانات ہوتے ہیں اور فرشتہ صفت پہلو یا حیوانی پہلو میں سے کسی کو بھی، زبردست نقصان یا مستقل غم نہیں ہوتا ہے۔

شاہ ولی اللہ، حالانکہ رہبانیت کے طریقوں کی مذمت کرتے ہیں۔ اور یقین رکھتے ہیں کہ صرف انسانی مزاج کے حیوانی پہلو کو، جتنا زیادہ دبایا اور کچلا جا سکے اور اس سے نجات حاصل کی جائے اتنا ہی فرشتہ صفت پہلو کو آزادی حاصل ہوتی ہے۔ ان کے خیال کے مطابق، بنیادی مثلث یا حیوانی پہلو (جسمانی و حیاتیاتی فطرت) انسانی مزاج میں پیدائشی امر ہے جیساکہ اس کے محرکات کے غیر فطری دباؤ بھی نوع انسان کے معاملہ میں، فائدہ کی بجائے زیادہ تر نقصان کرتے ہیں البتہ اس معاملہ میں، فائدہ کی بجائے زیادہ تر نقصان کرتے ہیں البتہ اس معاملہ میں، بہت ہی کم مستثنیات ہیں۔ انتہائی فائدہ مند حالت جوکہ فطری ترقی کے لئے، حقیقی مسرت (سعدہ الحقیقیہ) سے مربوط ہے۔ مزاج کی وہ حالت ہے جس میں کہ غیر فطری اور نقصان وہ حد تک، دردناک طریقوں سے حیوانی جیوانی پہلو دبایا جاتا ہے مگر جسمانی و حیاتیاتی فطرت کو نہیں دبایا جاتا، اور ایک طرح فرشتہ صفت پہلو کے تحت ڈھالا جاتا ہے اور اسی فرشتہ صفت پہلو کے ذریعہ اس کی خواہشات اور محرکات کی رہنمائی اور ہدایت کی جاتی ہے۔ فرشتہ صفت پہلو روشن اور اعلیٰ ہوتے ہیں، جو اپنے رجحانات کی علیحدگی کے بغیر تسکین پاتے ہیں اسے بے آرامی و شکست کو ناکام بناتے ہیں۔ اس موضوع پر مزید بحث ہمیں عملاً انسانی فطرت کی اعلیٰ صفات کی طرف لے جائیگی اور انکی نشوونما اور ترقی ایسے موضوعات میں کہ جن کا تعلق فوق البشر نفسیات اور اعلیٰ اخلاقیات سے ہوتا ہے۔

(مسلسل)